تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7 منٹ

❁❁❁ تقریر ❁❁❁

وحی کی تعریف اور اقسام

(تقریر نمبر7)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ (الشوریٰ:52)

یعنی کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی پیغام رساں بھیجے جو اُس کے اِذن سے جو وہ چاہے وحی کرے۔ یقیناًوہ بہت بلند شان (اور) حکمت والا ہے۔

جس کو خدائے عزوجل پر یقیں نہیں
اُس بدنصیب شخص کا کوئی بھی دیں نہیں
پر وہ سعید جوکہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اُس سے مل کے دل کو اُسی سے ملاتے ہیں
وہ اُس کے ہوگئے ہیں اُسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اُسی کے ہاتھ سے اِک جام پیتے ہیں

(درثمین)

سامعین! مجھے آج وحی کی تعریف اور اس کی اقسام بتانی ہیں۔ وحی کے لغوی معنی ہیں کہ ایسا کلام جس میں سُرعت، اخفاء، راز و نیاز، دل میں کوئی خیال ڈالنے کے ہیں اور جہاںتک اصطلاح شرع میں وحی کے معنوں کا تعلق ہے تو اس سے مراد وہ کلام الٰہی ہے جو انبیاء اور اولیاء پر اُتارا جاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

” جب میری امّت دنیا کو اہمیت دینے لگے گی تو اُس سے اسلامی رُعب چھن جائے گا اور جب وہ بھلائی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا ترک کر دے گی تو اُس سے وحی کی برکت اُٹھ جائے گی۔“

(الجامع الصغیر جزء1 صفحہ31)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”الہام کے تو صرف یہ معنی ہیں کہ جو کچھ دل میں ڈالا جاوے نیک ہو یا بد وہ الہام ہے اور اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے الفاظ ہوں مگر اِس جگہ ہماری مراد الہام سے وحی الٰہی ہے اور وحی اس کو کہتے ہیں کہ خدا کا کلام مع الفاظ کسی پر نازل ہو۔“

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد23 صفحہ74 حاشیہ)

وحی کے نزول کے تین طریق بیان ہوئے ہیں۔

اوّل: وَحْیًا، اس کے ماتحت تفسیر الجلالین میں لکھا ہے۔ فِي الْمَنَامِ أَوْ بِالْإِلْهَامِ کہ وحی سے مراد وہ کلامِ الٰہی ہے جو خواب میں نازل ہو یا بذریعہ الہام (جاگتے میں)۔ اپنی تفسیر جامع البیان میں علّامہ معین بن صفی، وحیاً، کے تحت لکھتے ہیں: وَهُوَ الْإِلْهَامُ أَوِ الْمَنَامُ: کہ وحی سے مراد یا الہام ہے یا پھر وہ کلام جو خواب میں نازل ہوتا ہے۔

حضرت امام رازی فرماتے ہیں کہ وَحْیًا سے مراد ہے وَھُوَ الْاِلْھَامُ وَالْقَذْفُ فِی الْقَلْبِ اَوِ الْمَنَامِ

(التفسیر الکبیر، سورۃ الشوریٰ۔ زیر آیت وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ جلد 27 صفحہ 160)

کہ وحی سے مراد، الہام اور بات کا دل میں ڈالنا یا خواب میں علم حاصل ہونا۔

دوم: مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ یعنی پس پردہ کلام کے ہے۔

سوم: یُرْسِلُ رَسُوْلاً کہ خدا تعالیٰ فرشتہ کو بھیجے اور وہ آکر رسول یا ولی کو خدا تعالیٰ کا کلام پہنچائے۔

الہام اور وحی دونوں کلامِ الٰہی ہیں۔ اس کے بارے میں حضرت سیّد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک الہام بھی ہے۔ وہ الہام جو انبیاء کو ہوتا ہے، اُسے وحی کہتے ہیں اور یہی جو الہام غیر انبیاء کو ہوتا ہے، اسے تحدیث کہتے ہیں۔ کبھی مطلق الہام کو خواہ انبیاء کو ہو یا اولیاء (یعنی غیر انبیاء) کو، قرآن مجید کی رو سے وحی کہتے ہیں۔“

(منصب امامت صفحہ 13)

سورۃ الشوریٰ کی آیتِ ربّانی جو خاکسار نے ابتداء میں تلاوت کی ہے اُس کے مطابق وحی کے نزول کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کے اطوار کو مدّ نظر رکھتے ہوئے حضرت حافظ ابن القیّم اپنی کتاب زادُ المعاد جلد 1 صفحہ 84 (دارالکتب العلمیہ ایڈیشن (2002ء) پر وحی کے مفصّل مراتب بیان کرتے ہیں آٹھ اقسام بیان کی ہیں۔

1: سچی خواب۔ یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی کی ابتدا تھی اور جو رؤیا بھی آپؐ دیکھتے وہ نمایاں طور پر پوری ہو جاتی۔

2: وہ وحی جو فرشتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں ڈال دیتا تھا لیکن آپؐ اس فرشتہ کو دیکھتے نہیں تھے۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ روح القدس نے آپ کے دل میں ڈالا ہے کہ کوئی شخص نہ مرے گا جب تک کہ وہ اپنا پورا رزق حاصل نہ کر لے۔ پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خوب محنت کرو اور اگر رزق ملنے میں کچھ دیر بھی ہو تو اس وجہ سے خدا کی نافرمانی نہ کرنا۔

3: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فرشتہ ایک آدمی کی شکل میں متمثّل ہو جاتا تھا اور آپؐ سے باتیں کرتا تھا اور جو وہ کہتا تھا اسے آپؐ یاد کر لیتے تھے، اس صورت میں بعض اوقات صحابہؓ بھی فرشتہ کو دیکھ لیتے تھے۔

4: وہ وحی جو کہ گھنٹی کی آواز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی تھی اور یہ سخت ترین وحی ہوتی تھی اور اس میں فرشتہ بھی آپؐ کے ساتھ شریک ہوتا تھا، اس کی سختی کی وجہ سے سردی کے دن بھی آپؐ کے منہ پر پسینہ چھوٹ جاتا تھا اور اگر آپؐ سوار ہوتے تو اونٹنی بوجھ محسوس کر کے زمین پر بیٹھ جاتی تھی۔ ایک دفعہ جب آپؐ پر وحی نازل ہوئی تو آپؐ کی ران زید بن ثابتؓ کی ران پر تھی اور زید نے اس قدر بوجھ محسوس کیا کہ جیسے وہ بوجھ ان کی ران توڑ دے گا۔

5: حضورؐ کبھی فرشتہ کو اس کی اصل شکل میں دیکھتے تھے اور جو کچھ خدا تعالیٰ چاہتا تھا وہ اس کی وحی آپؐ تک پہنچا دیتا تھا۔ ایسا موقع صرف دو دفعہ پیش آیا جیسا کہ سورۃ النجم میں بیان ہوا ہے۔

6: وہ وحی جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر معراج کی رات نماز وغیرہ کی فرضیت کے متعلق اُتاری تھی۔

7: خدا تعالیٰ کا وہ کلام جو کسی فرشتہ کی وساطت کے بغیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ جیسے کہ اس نے موسیٰ بن عمران سے کلام کیا تھا اور یہ مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کے لئے قرآن مجید کی نصّ سے ثابت ہے اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اسراء کی رات کو واقع ہوا تھا۔

8: خدا تعالیٰ کا بغیر حجاب آمنے سامنے ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنا۔ یہ ایک گروہ کا خیال ہے کہ آنحضوؐ نے اللہ تعالیٰ کو آمنے سامنے دیکھا مگر حضرت عائشہؓ اور صحابہ کرامؓ کا اس بات پر اجماع ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو کبھی اپنی جسمانی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

” بعض دفعہ وحی اس طرح پر نازل ہوتی ہے کہ کوئی کاغذ یا پتھر وغیرہ دکھایا جاتا ہے جس پر کچھ لکھا ہوا ہوتا ہے۔“

(ملفوظات جلد 8 جلد 8 صفحہ 7)

پھر اس سوال کے جواب میں کہ وحی کس طرح ہوتی ہے؟ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:
"کئی طریق ہیں۔ بعض دفعہ دل میں ایک گونج پیدا ہوتی ہے کوئی آواز نہیں ہوتی۔ پھر اس کے ساتھ ایک شگفتگی پیدا ہوتی ہے اور بعض دفعہ تیزی اور شوکت کے ساتھ ایک لذیذ کلام زبان پر جاری ہوتا ہے جو کسی فکر، تدبّر اور وہم وخیال کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ خدا تعالیٰ کے نشانات ہزاروں ہیں۔ اگر کوئی چاہے تو اب بھی کم از کم چالیس روز ہمارے پاس رہے اور نشان دیکھ لے۔ صادق اور کاذب میں خدا تعالیٰ فرق کر دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 196)

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:
"نزولِ وحی کا صرف ان کے ساتھ وابستہ ہے جو کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں مستقیم ہیں اور وہ صرف مسلمان ہی ہیں۔ وحی ہی وہ شئے ہے کہ جس سے انا الموجود کی آواز کان میں آکر ہر ایک شک وشبہ سے ایمان کو نجات دیتی ہے اور بغیر جس کے مرتبہ یقین کامل کا انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن کشف میں یہ آواز کبھی نہیں سنائی دیتی اور یہی وجہ ہے کہ صاحب کشف ایک دہریہ بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن صاحب وحی کبھی دہریہ نہیں ہو گا۔"

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 322)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:
"ہمارے سیّد و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین ہزار سے زیادہ معجزات ہوئے ہیں اور پیشگوئیوں کا تو شمار نہیں۔ مگر ہمیں ضرورت نہیں کہ ان گزشتہ معجزات کو پیش کریں بلکہ ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے اور اُن کی اُمّت خالی اور تہی دست ہے۔ صرف قصّے ان لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرتؐ کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین امّت جو شرف اتباع سے مشرّف ہیں ظہور میں آتے ہیں۔ اسی وجہ سے مذہب اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اس شہادت کے پیش کرنے کے لئے یہی بندہ حضرت عزّت موجود ہے اور اب تک میرے ہاتھ پر ہزارہا نشان تصدیق رسول اللہ اور کتاب اللہ کے بارہ میں ظاہر ہو چکے ہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک مکالمہ سے قریباً ہر روز میں مشرّف ہوتا ہوں۔"

(چشمہ مسیحی، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 350، 351)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام، کو اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور قرآنی وعدوں کے مطابق مسیح موعود بنا کر بھیجا اور آپؑ کو شرفِ مکالمہ و مخاطبہ سے نوازا اور آپؑ سے بھی بالکل اُسی طرح مخاطب ہوا جس طرح کہ پہلے انبیاء ومرسلین سے ہوتا رہا تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ آپؑ کی وحی والہام اور آپؑ کا منصب ومقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کے تحت تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روحانی تاثیر کی وجہ سے آپؑ کی وحی ایک امتیازی شان کی حامل تھی آپؑ سے اللہ تعالیٰ کا الہام وکلام آپؑ کی کتاب "تذکرہ"
میں محفوظ ہے اور یہ کتاب اُن لوگوں کے لیے ایک آئنہ ہے جو کہ اس بات کی نفی کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد الہام اور وحی کا نازل ہونا ختم کر دیا گیا ہے۔
اس بارے میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:
"بعض خشک ملاؤں کو یہاں تک انکار میں غلوّ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مکالماتِ الٰہیہ کا دروازہ ہی بند ہے اور اس بدقسمت امّت کے یہ نصیب ہی نہیں کہ یہ نعمت حاصل کر کے اپنے ایمان کو کامل کرے اور پھر کشش ایمانی سے اعمالِ صالحہ کو بجالادے۔
ایسے خیالات کا یہ جواب ہے کہ اگر یہ امّت درحقیقت ایسی ہی بدبخت اور اندھی اور شرُّالامم ہے تو خدا نے کیوں اس کا نام خیرُالامم رکھا بلکہ سچ بات یہ ہے کہ وہی لوگ احمق اور نادان ہیں کہ جو ایسے خیالات رکھتے ہیں ورنہ جس طرح خدا تعالیٰ نے اس امّت کو وہ دعا سکھلائی ہے جو سورۃ فاتحہ میں ہے۔ ساتھ ہی اُس نے یہ ارادہ بھی فرمایا ہے کہ اس امّت کو وہ نعمت عطا بھی کرے جو نبیوں کو دی گئی تھی یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ جو سرچشمہ تمام نعمتوں کا ہے۔ کیا خدا تعالیٰ نے وہ دعا سکھلا کر صرف دھوکا ہی دیا ہے اور ایسی ناکارہ اور ذلیل امّت میں کیا خیر ہو سکتی ہے جو بنی اسرائیل کی عورتوں سے بھی گئی گزری ہے..... اصل بات یہ ہے کہ جب ایسے لوگ سراسر دنیا کے کیڑے ہو گئے اور اسلام کا شعار صرف پگڑی اور داڑھی اور ختنہ اور زبان سے چند اقرار اور رسمی نماز روزہ رہ گیا تو خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کو مسخ کر دیا اور ہزارہا تاریکی کے

پردے آنکھوں کے آگے آگئے اور دل مر گئے اور کوئی زندہ نمونہ روحانی حیات کا اُن کے ہاتھ میں نہ رہا ناچار ان کو مکالماتِ الٰہیہ سے انکار کرنا پڑا اور یہ انکار درحقیقت اسلام سے انکار ہے لیکن چونکہ دل مر چکے ہیں اس لئے یہ لوگ محسوس نہیں کرتے کہ ہم کس حالت میں پڑے ہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 310-311)

حضرت عائشہؓ کا جو مقام تھا وہ ہم سب جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپؓ سے بھی مخاطب ہوتا تھا۔ جب اُن پر منافقین نے جھوٹا الزام لگایا تو آپؓ کو بہت رنج پہنچا۔ آپؓ نے کھانا، پینا، بولنا سب کچھ چھوڑ دیا۔ آپؓ اپنے ربّ سے دعا کرتیں اور اُس کے آگے گڑگڑاتی۔ اس دوران ایک مرتبہ آپؓ کے خواب میں ایک فرشتہ ایک نوجوان کی شکل میں آیا آپؓ فرماتی ہیں کہ اُس نے مجھے کہا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ مَیں نے کہا کہ لوگوں کی باتیں سن کر مجھے سخت غم لاحق ہے۔ اس نے کہا ان کلمات کے ذریعہ دعا کرو اللہ تعالیٰ تمہارے غم کو دُور فرما دے گا، مَیں نے کہا: کون سے کلمات؟ اس نے کہا: یوں کہو: اے جو تمام نعمتیں عطا فرماتا ہے، تمام مصیبتیں دفع کر دیتا ہے، تمام غموں کو دور کرتا ہے تمام اندھیروں کو نابود کر دیتا ہے اور اے جو سب حاکموں سے زیادہ عادل ہے اور جو سب ظالموں کا احتساب کرنے والا ہے اور اے خدا! جو اوّل ہے اور تیری ابتداء نہیں اور آخر ہے اور تیری کوئی انتہا نہیں اور اے جس کا نام ہے کوئی کنیت نہیں۔ میرے لئے اِس غم سے چھٹکارے کا کوئی انتظام فرما۔" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اس کے بعد مَیں جاگ اٹھی تو مَیں نے دیکھا کہ "مَیں سیر ہوں نہ پیاس تھی اور نہ بھوک اور نیز خدا تعالیٰ نے میری براءت کے بارے میں اپنا ارشاد بھی نازل فرما دیا۔"

(الدرالمنثور جزء 5 صفحہ 38)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب صحابہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو کہنے لگے۔ خدا کی قسم! ہم نہیں جانتے کہ رسول کریمؐ کے کپڑے اتار لیں جیسا کہ ہم مُردوں کے کپڑے اُتار لیتے ہیں یا آپؐ کے کپڑوں میں ہی غسل دیں۔ پس جب انہوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے سب پر نیند وارد کر دی یہاں تک کہ ان میں سے کوئی آدمی نہ رہا مگر اس کی ٹھوڑی اس کے سینے کو جا لگی۔

پھر ان سے ایک کلام کرنے والے نے گھر کے ایک طرف سے کلام کی۔ صحابہؓ نے نہ جانا کہ وہ کون ہے؟ اس نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ (اس روایت کی تخریج ابو داؤد، الحاکم اور بیہقی نے کی ہے اور ابو نعیم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔) یہ ایسی شان اور طاقت کی وحی تھی کہ تمام صحابہؓ نے بغیر کسی شک اور شبہ کے اس آواز کو سچا یقین کیا اور اسے خدائی آواز اور الٰہی فیصلہ تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کیا۔

(الخصائص الکبری اللسیوطی صفحہ 483 باب ما وقع فی غسلم من الآیات)

ایک سوال یا خیال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کے زمانہ میں نزول وحی کا زیادہ ذکر نہیں ملتا یا اس کا کثرت سے اظہار نہیں ہوا جبکہ آپؐ کے بعد اس کا زیادہ ذکر ملتا ہے۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ ابن جریج بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب زمانہ میں الہام کی وہ کثرت نہیں پائی جاتی جو بعد کے زمانہ میں پائی جاتی ہے اس میں تقدیرِ الٰہی کا یہ راز مخفی تھا کہ تا قرآنی وحی کے ساتھ کسی دوسری وحی کا خلط نہ واقع ہو۔"

(فتح الباری شرح البخاری کتاب التعبیر باب المبشرات)

ایک مرتبہ امام احمد بن حنبلؒ نے حمام میں جا کر غسل کا ارادہ کیا۔ عربوں میں ایک پُرانا رواج تھا کہ وہ حمام میں ننگے نہایا کرتے تھے جب آپؒ غسل کے لئے حمام میں داخل ہونے لگے تو حدیث نبوی کے مطابق آپؒ نے چادر باندھ لی اور عام رواج کی پیروی نہ کی۔ غسل کے بعد آپؒ جب رات کو سوئے تو فرماتے ہیں:

فَرَاَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَايِلًا لِي: يَا أَحْمَدُ أَبْشِرْ فَإِنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ بِاسْتِعْمَالِكَ السُّنَّةَ يُقْتَدَى بِكَ، قُلْتُ مَنْ أَنْتَ قَالَ جِبْرِيلُ

کہ مَیں نے اس رات دیکھا کہ مجھے کوئی کہہ رہا ہے: اے احمد! تجھے خوشخبری ہو! کیونکہ سنتِ نبوت پر عمل کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیری پردہ پوشی فرما دی ہے اور تجھے بطور امام کے مقرر فرمایا ہے۔ تیری پیروی کی جائے گی۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ مَیں نے پوچھا: تو کون ہے؟ اس نے کہا: جبریل ہوں۔"

(وحی والہام از ہادی علی چوہدری صفحہ 60-61)

یہ واقعہ بہت واضح طور پر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں سے فرشتوں کے ذریعہ ہمکلام ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل تھا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”آج رات تین بجے کے قریب خدائے تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان، تازہ نشان کا دھکّہ۔ زَلْزَلَةُ السَّاعَةِ۔ قُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْاَبْرَارِ۔ دَنٰی مِنْكَ الْفَضْلُ۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔

(ترجمہ مع شرح) یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکّہ لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا (مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے) اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئے گا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا۔ بہر حال حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو قریب ہو یا بعید ہو۔ پہلے سے بہت خطرناک ہے۔ سخت خطرناک ہے۔ اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو مَیں بیان نہ کرتا... (بقیہ ترجمہ عربی کا یہ ہے کہ) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کرکے اپنے تئیں بچالو قبل اس کے جو وہ ہولناک دن آوے جو ایک دم میں تباہ کردے گا اور فرماتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں اور پھر اس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا یعنی وہ وقت آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے۔ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا... دیکھو! آج مَیں نے بتلادیا زمین بھی سنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر یک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کرے گا وہ پکڑا جائے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے۔ جو میرا قہر زمین پر اُترے۔ کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی۔ پس اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے۔ جس کی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اس کی طرف سے ہیں۔ میری طرف سے نہیں ہیں۔ کاش! یہ باتیں نیک ظنّی سے دیکھی جائیں۔ کاش! مَیں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا۔ تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی... ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کردے گا۔

نادان بدقسمت کہے گا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں۔ ہائے وہ کیوں اس قدر سوتا ہے۔ آفتاب تو نکلنے کو ہے جب خدا تعالیٰ اس وحی کے الفاظ میرے پر نازل کرچکا تو ایک روح کی آواز میرے کان میں پڑی جو کوئی ناپاک روح تھی اور مَیں نے اس کو یہ کہتے سنا کہ مَیں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔

انسان کا کیا حرج ہے اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے۔ کون سا اس میں اس کا نقصان ہے۔ اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے۔ اٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔“

(تذکرہ جدید ایڈیشن 449،450)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”آپ (حضرت مسیح موعودؑ) پر اللہ تعالیٰ نے وہی وحی نازل فرمائی جو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجرت کے متعلق نازل فرمائی تھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ہم اس ہستی کی قسم کھا کر کہتے ہیں جس نے تجھ پر قرآن کریم فرض کیا ہے کہ تو مکّہ سے نکالا جائے گا اور پھر مکّہ میں واپس لایا جائے گا۔ یہی الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہوا۔ جب یہی الہام آپ کو ہوا ہے تو پھر اس کے معنی بھی وہی ہوں گے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے تھے کہ وہ تمہیں قادیان سے نکالے گا اور پھر قادیان میں اپنے فضل سے واپس لائے گا۔“

(انوار العلوم جلد 21 صفحہ 28)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہوں گی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے چنانچہ ان بارشوں سے پہلے وہ وحی الٰہی اخبار بدر اور الحکم میں شائع کردی گئی تھی چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا اور کثرت بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہوگئے اور وہ پیشگوئی پوری ہوگئی مگر دوسرا حصہ اُس کا یعنی سخت زلزلے ابھی اُن کی انتظار ہے سو منتظر رہنا چاہیے۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 378)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو قریباً بیس سال سے مجھے دامنگیر ہے۔ آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلّی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے

"نَزَلَتِ الرَّحْمَةُ عَلٰی ثَلٰثٍ اَلْعَیْنُ وَعَلَی الْاُخْرَیَیْنِ"، یعنی تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی۔ ایک آنکھیں اور دو اور عضو اور ان کی تصریح نہیں کی اور مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ پندرہ بیس برس کی عمر میں میری بینائی تھی ایسی ہی اس عمر میں بھی کہ قریباً ستّر برس تک پہنچ گئی ہے وہی بینائی ہے۔ سو یہ وہی رحمت ہے جس کا وعدہ خدا تعالیٰ کی وحی میں دیا گیا تھا"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 319)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خطبہ الہامیہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی اور فرمایا کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ "

(خطبہ الہامیہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 310 حاشیہ)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اپنی روحانیت کی تاثیر کے ذریعہ سکھایا اور اپنی رحمت کا فیض تیرے دل کے برتن میں ڈال دیا تا تجھے اپنے صحابہؓ میں داخل کریں اور تجھے اپنی برکت میں شریک کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ضمن میں یہ ایک اصولی بات بڑی واضح طور پر فرمائی کہ اصل مقصد، یہ نشانات جو ابھی ظاہر ہوئے یا ہو رہے ہیں یا آئندہ ہوتے رہیں گے، ان کا مقصد یہ ہے کہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ آپ کے ذریعہ سے اسلام کی صداقت کو دنیا پر واضح کرنا چاہتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو دنیا پر ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ یہ نشانات جہاں غیروں کے اور اسلام پر اعتراض کرنے والوں کے منہ بند کرتے ہیں، وہاں مسلمانوں کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت ہیں کہ آپ ہی وہ جری اللہ ہیں جن کو اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 14 فروری 2014ء)

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو بھیج کر اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کا آغاز فرمایا۔ وہ لوگ یقیناً بڑے خوش قسمت تھے جنہوں نے چودہ سو سال بعد پھر تازہ بہ تازہ وحی والہام کے نازل ہونے کا زمانہ پایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آ کر اس سے براہِ راست فیض پایا۔ جب انسان تصوّر کی آنکھ سے دیکھے کہ کس طرح وہ صحابہؓ اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گرد پا کر اپنی قسمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر کرتے ہوں گے تو دل کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کیسے اپنے وعدوں کا سچا ہے کہ اس نے جب فرمایا کہ مَیں آخرین میں بھی ایسے لوگ پیدا کروں گا جو پہلوں سے ملنے والے ہوں گے تو وحی والہام کے تازہ بتازہ نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ذریعہ دکھا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آنے والوں کے ایمانوں کو مضبوط تر کر دیا۔ وہ ہر روز اس تلاش سے صبح کا آغاز کرتے تھے کہ پتا کریں کہ آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیا تازہ وحی والہام ہوا ہے۔ صحابہؓ کی اس کیفیت کا ذکر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں فرمایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی کے متعلق یہ کیفیت تھی کہ احمدی دن چڑھتے ہی عاشقوں کی طرح اِدھر اُدھر دوڑنے لگتے تھے کہ معلوم کریں کہ حضورؑ کو رات کیا وحی ہوئی ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ اِدھر مَیں گھر سے نکلا اور مجھ سے پوچھنے لگے یا کوئی اور بچہ نکلا تو اس سے دریافت کرنے لگے کہ آج کی تازہ وحی کیا ہے؟ آپؑ کو کیا الہام ہوا ہے؟ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ہماری یہ حالت تھی کہ اُدھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لئے تشریف لے گئے اور ہم نے جھٹ جا کر کاپی اٹھا کر دیکھی کہ دیکھیں کیا تازہ الہام ہوا ہے۔ یا پھر خود مسجد میں پہنچ کر آپؑ کے دہن مبارک سے سنا، آپؑ کے منہ سے سنا۔" (ماخوذ از خطبات محمود جلد اوّل صفحہ 313-314)

"پس یہ ذوق وشوق اس لئے تھا کہ اپنے ایمانوں کو مزید صیقل کریں، مضبوط کریں۔ اس کی برکات حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور حمد کریں کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کی توفیق عطا فرمائی۔ پھر بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ کسی صحابی کی موجودگی میں الہام ہوتا اور وہ خوش قسمت بھی اللہ تعالیٰ کی وحی کو سن رہا ہوتا۔ بعض دفعہ ایسی کیفیت بھی ہوتی کہ ساتھ بیٹھے ہوئے سن رہا ہوتا۔"

(خطبہ جمعہ 4/ دسمبر 2015ء)

(بتعاون: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿